اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اسقاطِ جنین (Abbortion) پر ایک مصری فتوی کا جائزہ

اسقاطِ جنین کوئی نیا معاشرتی معاملہ ہے اور نہ جدید فقہی مسئلہ، بلکہ جب سے نسلِ انسانی میں توالد وتناسل کا عمل جاری ہے تب سے اسقاط کا مسئلہ بھی کسی نہ کسی صورت ضرور موجود رہا ہے۔فقہ اسلامی میں اسقاط کے حوالہ سے بڑی واضح ہدایت موجود ہے کہ بلاسببِ شرعی، اسقاطِ جنین ناجائز ہے۔اور اس پر قدیم وجدید فقہی مصادر ومراجع میں مفصل بحثیں موجود ہیں۔اسلامی دنیا میں سیکولرزم کے نفوذ کے بعد سے متفق علیہ فقہی مسائل کو چھیڑنے کا سلسلہ جاری ہے اور جب بھی سیکولر، صہیونی، اور طاغوتی قوتوں کو کسی بھی اسلامی ملک میں اقتدار ہاتھ آتا ہے تو ان کی طنابیں مغرب میں موجود ان کے منابع سے ہلائی جانے لگتی ہیں اور ان طاقتوں کے روبوٹ کٹھ پتلی کی طرح ناچنے لگتے ہیں۔سیکولرزم کے پشتیبان یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں ایک " سیکولر سا اسلام " ہو جبکہ سیکولر زم اور اسلام دو متضاد نظام ہائے زندگی ہیں جو کبھی اکٹھے نہیں چل سکتے۔جس طرح پاکستان میں سیکولر زم کے دہاڑی دار مسلم عوام کو اردو اور پنجابی زبان میں نماز واذان کی طرف راغب کررہے ہیں اسی طرح وہ ساری مسلم دنیا میں وہاں کی علاقائی زبانوں میں نماز واذان پر زور دے رہے ہیں تاکہ رسول عربی ﷺ کی زبان (عربی) سے رشتہ کمزور کر کے خود رسول اللہ ﷺ سے تعلق کو کمزور بنایا جاسکے۔(جیسا کہ وسط ایشیائی ریاستوں اور ترکی میں تجربہ کیا گیا)

اسلامی دنیا سے حدود کے نفاذ کو ختم کروا کر تعزیری قوانین کے ذریعہ زنا اور زانیوں کو تحفظ دلوا کر اب اس کرتوت کے نتیجہ میں، پیدا ہونے والے بچوں کی روک تھام کے لئے ایک بحث جبری اجہاض یا اجہاض بالرضا کی چھیڑی جارہی ہے تاکہ اسے قانونی تحفظ دلوایا جاسکے۔مجلّہ فقہ اسلامی نے اس خطرے کے پیشِ نظر اجہاض پر ایک وقیع علمی وتحقیقی مقالہ عربی زبان میں قسط وار گزشتہ شماروں میں شائع کیا ہے (جس کی چند قسطیں ابھی باقی ہیں۔)

☆توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے☆

ہمارے قارئین میں سے ایک معزز قاری نے چند ہفتے پیشتر ہماری توجہ اسی مسئلہ میں مصر کے مفتیءازہر کے ایک فتوی کی جانب مبذول کرائی، چنانچہ ہم نے وہ فتوی حاصل کرکے اس پر غور وخوض کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ وزارتِ بہبود آبادی مصر کے ایماء پر جاری کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ مصر میں اس فتوی کے جاری ہونے کے بعد وہاں کی صحافت میں جس طرح اس پر بحث ہورہی ہے وہ اس بات کی غماز ہے کہ اس فتوی کے حصول اور اس کی اشاعت کا اصل مقصد گناہِ زنا میں ملوث ہوجانے والی عوام کو باخبر کرنا ہے کہ زنا کی صورت میں ٹھہر جانے والے حمل کے اسقاط کی اجازت ہے۔ تاکہ زانی لوگ اطمینان سے اپنا شوق پورا فرماتے رہیں۔ اور انہیں اپنے سرپرستوں کی آشیرباد کا علم ہوجائے۔ فتوی میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی انثی زنا بالجبر کا شکار ہوجائے تو حمل ٹہرنے کی صورت میں اس کا اسقاط واجب ہے۔ یہ فتوی شیخ الازہر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی اور ڈاکٹر عبدالفتاح الشیخ، اور ڈاکٹر محمد شحات جندی نے جاری کیا۔ اس پر مجمع البحوث الاسلامیہ کے اور بھی کئی ارکان کے دستخط ہیں۔ اگرچہ اس فتوی سے اختلافِ رائے کرنے والے بھی مجمع کے متعدد مصری ارکان ودیگر علماء ہیں جن میں ڈاکٹر محمد رافت عثمان، ڈاکٹر عبدالمعطی بیومی اور ڈاکٹر عبدالفتاح ادریس سرفہرست ہیں۔ اس فتوی پر مصر کی اکثریتی (مذہبی) آبادی سراپا احتجاج ہے، تاہم اس فتوی کو ماڈرن حلقوں میں بڑی پذیرائی مل رہی ہے اور فتوی دینے والوں پر تعریف کے ڈونگرے برسائے جارہے ہیں۔ ظاہر ہے جب طغیان وفحشاء کو کھلی چھٹی ملے گی تو طاغی اور فاحش ہی مسرور ہوں گے۔ اور جسے یہ فعلِ قبیح کرنا نہیں اسے اس فتوی سے کیوں مسرت ہوگی؟ مفتیانِ ازہر سرکار نے اپنے فتوی میں دلائل دیتے ہوئے لکھا ہے کہ۔..........

(۱) ان الاغتصاب حرام شرعا، والجنين نتيجة مترتبة على هذا العمل غير المشروع، فيجب التخلص منه لانه نتيجة حرام..............

(۲) واشتراط وجوب الاجهاض على المغتصبة فى مدة ۱۲۰ يوما حتى لاينمو الجنين ويكون الامرمتعلقا بحقه فينشاحق آخر۔

(۳) حيث ان الجنين اتى بغير ارادة المراة ولذا وجب سرعة التخلص من آثار انعدام ارادتها۔

(٤) ان عدم اجهاض المغتصبة جنينها قبل ۱۲۰ يوما يعد رضا على الاغتصاب وهو

☆☆☆☆☆ گستاخ رسول کو سر کا خطاب قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

عمل غير مشروع ، و كل ما نتج عن امر غير مشروع ينبغي التخلص منه..........

یعنی مفتیان ازہر سرکار، کی نظر میں چونکہ زنا بالجبر حرام ہے، اور اس فعل حرام کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ بھی حرام ہوگا، لہذا اس حرام کاری کے نتیجہ کو روکنے کے لئے اس کا اسقاط واجب ہے۔ کیونکہ اگر نتیجہ برآمد ہوگیا تو فضیحت کا سبب بنے گا جبکہ گلوبلائزیشن کے فارمولے کے مطابق فروغ زنا کے لئے زانیوں کو (انسانی حقوق کی آزادی کے چارٹر کی رعایت کرتا ہوئے) اس فضیحت سے بچانا ضروری ہے۔ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ زن وشوئی کے عمل کے نتیجہ میں حاملہ کو ۱۲۰ دن کے اندر اندر اس سے نجات دلانا ضروری ہے تاکہ جنین نشو ونما پاکر دوسرے کا حق نہ مار لے۔

تیسری دلیل ان کی یہ ہے کہ چونکہ یہ جنین حاملہ کی مرضی کے خلاف بنا ہے لہذا اس کی عدم رضا کو ظاہر کرنے کے لئے رضا کے آثار کو ختم کرنا ضروری ہے۔ چوتھی دلیل ان کی یہ ہے کہ اگر ۱۲۰ دن کے اندر اندر اجھاض (ابارشن) نہ کرایا گیا تو حاملہ کی طرف سے اس فعل شنیع پر گویا رضامندی کو ثابت کرے گا اور رضامندی سے زنا حرام ہے، چنانچہ فعل حرام کے نتیجہ میں جو کچھ ہوگا حرام ہی ہوگا اور اس خلاصی نہایت ضروری ہے۔ مذکورہ بالا دلائل میں سے کوئی بھی دلیل قرآن سنت یا اجماع امت سے تعلق نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس زنا بالجبر کی صورت میں اسقاط یا عدمِ اسقاط کا معاملے میں حاملہ کو اختیار ہے۔ شارع نے نہ صرف یہ کہ اسقاط کا کوئی حکم نہیں دیا بلکہ غامدیہ کے مشہور کیس میں تو رسول اللہ ﷺ نے حاملہ سے فرمایا کہ وضع حمل کے بعد آنا۔ (گویا اسقاط کی بجائے حفاظ علی الحمل کو برقرار رکھا) حاملہ نے وضع حمل تک صبر کیا، دو سال تک اسے دودھ پلایا اور پھر جب آئی اور اقرار کیا تو حد جاری کی گئی۔ زنا کاروں کو اگر یہ رعایت بلکہ حکم دیا جائے کہ وہ وقوعہ کے بعد حمل کی صورت میں ۱۲۰ دن کے اندر اندر لازماً اسقاط کرالیں تو اس سے ایک دروازہ کھل جائے گا کہ زنا بالرضا کی مرتکبات بھی زنا بالجبر کا سہارا لے کر اسقاط کرالیا کریں۔ مفتی کو فتوی دیتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے فتوی سے معاشرے پر اچھے یا برے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ بہر کیف اس مسئلہ کو ہم اہل علم کی خامہ فرسائی کے لئے چھوڑتے ہیں ہمیں امید ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆